ایک تحقیقی تبصرہ

شیخ الاسلام ابو الحسن زید فاروقی مجددی دہلوی

اِدارۂ معارف نعمانیہ شاد باغ لاہور پاکستان

سلسلہ اشاعت نمبر ۵

حضرت غوث صمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی مقدس زندگی پر

ایک تحقیقی تبصرہ

شیخ الاسلام ابوالحسن زید فاروقی مجددی دہلوی

ادارہ معارف نعمانیہ
۳۲۳ - شاد باغ - لاہور پاکستان

سن اشاعت: ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ ——— تعداد بار اول ۲۲۰۰

نوٹ: بیرون جات کے حضرات **۲** روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کرکے طلب کریں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

فضیلت سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کو نبیوں میں حاصل ہے   مسلّم اولیا میں ہے سیادت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی

سید و سلطانِ اولیا حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بزرگی و عظمت کو ہر دور کے اولیا اللہ نے بدل و جان تسلیم کیا ہے اور ہر سلسلہ عالیہ کے اولیا کرام حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز سے فیض یاب ہو کر منصب ولایت پر فائز ہوتے ہیں۔ لہٰذا جملہ اولیائے کاملین سرکار غوثِ پاک کے مدح سرا و ثنا خواں ہیں۔

اس دور کے جلیل القدر عالم دین و عارفِ ربانی شیخ الاسلام حضرت ابو الحسن زید فاروقی مجددی دہلوی مدظلہ العالی جو امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہ السامی کی اولادِ امجاد میں سے ہیں، نے حسبِ دستور مشائخ کرام سرکار غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایک مختصر مگر جامع مقالہ لکھا ہے جسے ادارہ معارف نعمانیہ لاہور شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

سہروردی سلسلہ کے مورخ اعظم اور حضرت عبد الجلیل چوہڑ شاہ بندگی سہروردی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین حضرت پیر غلام دستگیر نامی لاہوری علیہ الرحمۃ کی منقبت رسالہ ہذا کے آخر میں درج کر دی گئی ہے۔ یہ نظم حضرت قبلہ ابو الحسن زید صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے مضمون کی طرح دریا بہ حباب اندر کی حیثیت رکھتی ہے۔

گدائے کوئے غوث

محمد فیاض احمد قادری

حضرت غوثِ صمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی مقدس زندگی پر

ایک تحقیقی تبصرہ

حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم روحانی پیشوا اور عظیم المرتبت عالمِ دین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم الشان مبلغ اور عدیم المثال مصلح اور قائد بھی تھے۔ آپ نہایت راست باز اور حق گو تھے۔ جو بات فرماتے بہت صفائی اور دلیری سے فرماتے تھے۔ بری باتوں سے لوگوں کو روکنا اور نیک کاموں کی طرف انہیں موثر طریقہ پر متوجہ کرنا آپ کی حیات مقدسہ کا ایک پاکیزہ اور اہم ترین مقصد تھا۔ چنانچہ ہزاروں گمراہ اور معصیت کار انسان آپ کی تبلیغ و ہدایت اور اعلاءِ کلمۃ الحق کی بدولت صحیح معنی میں دیندار و پرہیزگار بن گئے۔

آپ کسی بھی شخص کو اس کی غلط کاری اور بے راہ روی پر تنبیہ کرنے اور سختی کے ساتھ روکنے میں ذرہ برابر بھی تامل نہیں فرماتے تھے۔ خواہ وہ شخص دنیوی اعتبار سے کتنے ہی مال و دولت اور عزت و حشمت کا مالک ہو۔ آپ کی مقدس زندگی میں بہت سی ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ آپ نے اپنی اعلیٰ روحانی طاقت اور عزم و استقلال کی بے پایاں قوت سے کام لے کر اس عہد کے بہت سے مغرور و متکبر اور ظالم و جابر سرمایہ داروں کی اکڑی ہوئی گردنیں سیدھی کر دیں۔ انہیں دین حق اور صاحب

دینِ حق کی جناب میں سرِ عجز و نیاز خم کرنا ہی پڑا۔

پانچویں صدی ہجری کے آخر میں جبکہ حضرت پیرِ دستگیر رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں تشریف رکھتے تھے خاندانِ عباسیہ کے آخری حکمرانوں کا دورِ دورہ تھا۔ اس زمانہ میں عوام و خواص دونوں کی اخلاقی اور دینی حالت روز بروز روبہ انحطاط اور زوال آمادہ ہوتی جارہی تھی۔ ایک طرف مال و دولت کی فراوانی اور اخلاق کی کمزوری نے عیش کوشی اور تن آسانی کا خوگر بنادیا تھا اور دوسری طرف دینی و روحانی بے بضاعتی نے جادۂ اعتدال اور صراطِ مستقیم سے ہٹادیا تھا۔

امرا خاص طور پر نشۂ دولت میں چُور اور شرابِ انانیت سے مخمور تھے مذہب کے نام پر بھی باہمی جنگ و جدال کا ہنگامہ گرم تھا، مناظرے ہوتے تھے، خلقِ قرآن کے فتنے اٹھائے جاتے تھے۔ شریعت کے احکام کی جانب سے عام طور پر بے پروائی برتی جارہی تھی اور طریقت میراث بن کر نااہلوں کی جاگیر ہوچلی تھی، مبتدعین اور معتزلہ کا زور تھا، اصول اور مغز کو دیدہ و دانستہ نظر انداز کرکے سطحی اور فروعی بحثوں میں شہ زوری کا مظاہرہ کیا جارہا تھا۔ ایسے اصلاح طلب اور انقلاب آمادہ دور میں ایک غوثِ دستگیر اور مجددِ اعظم کی ضرورت تھی۔ اس لیے حضرتِ حق جل مجدہٗ نے یہ خدمتِ جلیل آپ کے سپرد فرمائی اور آپ نے اس اہم ترین فرض کو جس حسن و خوبی سے انجام دیا، اس کی مثالیں اصلاح و ہدایت اور احیائے دین کی تاریخ میں بہت ہی کم ملتی ہیں۔

ولادتِ شریف

امام حافظ ابنِ کثیر دمشقی المتوفی ۷۷۴ھ نے اپنی کتاب "البدایہ والنہایہ" میں حضرت کا سنہ ولادت ۴۷۱ھ لکھا ہے اور امام یافعی المتوفی ۷۶۸ھ نے اپنی کتاب "مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان" میں تحریر کیا ہے کہ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ سے جب کسی نے آپ کا سالِ ولادت

دریافت کیا تو فرمایا کہ "مجھ کو صحت کے ساتھ علم نہیں، البتہ اتنا جانتا ہوں کہ جس سال میں بغداد آیا اسی سال شیخ ابو محمد رزق اللہ بن عبدالوہاب تیمی کی رحلت ہوئی اور یہ ۴۸۸ھ تھا۔ اس وقت میری عمر ۱۸ سال کی تھی"۔ اس حساب سے آپ کا سنہ ولادت ۴۷۰ھ ہوا۔ اس کے بعد امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ ابو الفضل احمد بن صالح جیلی کا قول نقل کیا ہے کہ "حضرت کی ولادت ۴۷۱ھ میں ہوئی اور آپ ۴۸۸ھ میں بغداد تشریف لے گئے ہیں جبکہ آپ کی عمر اٹھارہ سال کی تھی۔

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کے اس قول سے کہ "اس وقت میری عمر اٹھارہ سال کی تھی، یہ سمجھا کہ آپ اٹھارہ سال پورے کرچکے تھے اور انیسواں سال لگ گیا تھا اور شیخ ابو الفضل نے یہ سمجھا ہے کہ ہنوز آپ اٹھارہویں سال ہی میں تھے ۴۷۰ھ اور ۴۷۱ھ میں بنائے اختلاف یہ ہے جو مذکور ہوئی اور اسی اختلاف کی وجہ سے بعد کے مورخین میں سے کسی نے شیخ ابو الفضل احمد کے قیاس کے مطابق حضرت کی سنہ ولادت کا تعین کیا اور اس طرح جس نے آپ کی تاریخ ولادت لفظ "عشق" (۴۷۰) سے نکالی وہ بھی حق بجانب ہے، اور جس نے لفظ "عاشق" (۴۷۱) کو مادۂ تاریخ قرار دیا اُسے بھی جھٹلایا نہیں جاسکتا۔

علامہ عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے "نفحات الانس" میں حضرت کے متعلق جو کچھ لکھا ہے، امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب سے لیا ہے اور بعد کے سوانح نگاروں کے بیانات زیادہ تر "نفحات" ہی سے ماخوذ ہیں اور اسی وجہ سے اکثریت کی رائے یہی ہوگئی کہ حضرت غوث الصمدانی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۴۷۰ھ ہے۔

حلیہ مبارکہ

آپ کا جسم نحیف، قد میانہ اور سینہ فراخ تھا، بھویں آپس میں ملی ہوئی، آنکھیں فراخ اور سیاہی چشم خوب سیاہ، ریش مبارک

گھنی تھی ـــــ آواز بلند اور اثر انداز تھی ۔ بحیثیت مجموعی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شکل وصورت جمال وجلال کے حسین امتزاج کا ایک مرقع تھی ۔

وطنِ مالوف

آپ کا وطن گیل ہے ، جس کو گیلان بھی کہتے ہیں اہلِ عرب اسی کو جیل اور جیلان کہہ دیتے ہیں ۔ یہ طبرستان کے پاس ایک علاقہ ہے جو ملک عجم میں واقع ہے ۔ اس علاقہ کے "نیف" نام کے ایک گاؤں میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی ۔ یہ علاقہ بغداد سے سات دن کی مسافت پر واقع ہے ۔

بغداد اور مدائن کے قریب بھی جیل یا گیل نام کے دو گاؤں ہیں لیکن اِن دونوں گاؤں کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مولد سمجھنا درست نہیں کیونکہ یہ ملک عراق سے متعلق ہیں اور حضرت کا عجمی ہونا محقق ہے ۔

بغداد کا سفر

والد ماجد حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ اپنی زمین کی کاشت کاری میں مصروف ہو گئے اور جو وقت اس کام سے باقی بچتا اسے والدہ محترمہ کی خدمت میں صرف کرتے تھے ۔ ایک مرتبہ ۹ ذی الحجہ کو خاص عرفہ کے دن آپ ہل اور بیل ساتھ لیے اپنی زمین پر کام کیلئے تشریف لے گئے تو وہاں آپ نے ایک صدائے غیبی سُنی اور وہ یہ تھی ۔

"یَاعَبْدَ الْقَادِرِ مَا لِھٰذَا خُلِقْتَ" "اے عبد القادر ! تو اس کام کیلئے پیدا نہیں کیا گیا ہے"

اِس ندائے قدسی کو سُن کر آپ مکان پر واپس آئے اور یکسوئی و تنہائی حاصل کرنے کے لیے مکان کی چھت پر تشریف لے گئے ۔ اللہ جل شانہٗ نے اسوقت آپ کی نظروں کے سامنے سے حجابات اُٹھا دیئے اور آپ نے یہیں سے میدانِ عرفات اور حاجیوں کے اجتماع کو دیکھا ۔

اب آپ نے اپنی والدہ محترمہ سے پوری سرگزشت بیان کی اور

درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ کے کام کے لیے اُن کو سفر کی اجازت مرحمت فرمائیں ۔ والدۂ مکرمہ نے آپ کو سفر کی اجازت دے دی ۔ اور آپ ۴۸۸ھ میں ایک قافلہ کے ساتھ بغداد کو روانہ ہو گئے کیونکہ بغداد اُن دنوں بھی عالم اسلامی کا مرکز ، خلیفۃ المسلمین کا مستقر ، اہل فضل وکمال اور اصحاب علم وحال کی آماجگاہ تھا ۔

طلبِ علم

بغداد میں آپ کو علماء وفضلاء کی خاطر خواہ صحبت ملی اور آپ کو معلوم ہوا کہ علم حاصل کرنا ہر ایک مسلمان پر واجب ہے ۔ علم ہی سے بیمار نفوس کو شفا حاصل ہوتی ہے اور علم ہی سے تقویٰ اور پرہیزگاری کے طریقوں کا علم ہوتا ہے ۔ لہٰذا آپ نے علوم دینیہ کی تحصیل کا فیصلہ کیا ۔ سب سے پہلے قرآن مجید کو نہایت ذوق وشوق سے پڑھا اور پھر علوم دینیہ کو پوری تحقیق و تدقیق کے ساتھ علمائے اعلام اور فضلائے کرام سے حاصل کیا ۔ آپ کے چند مشہور اساتذۂ کرام کے نام درج ذیل ہیں :

ابو الوفا علی بن عقیل ، ابو الخطاب محفوظ بن احمد الکلوذانی ، ابو الحسین محمد بن القاضی ابی یعلیٰ ، ابو غالب محمد بن الحسن الباقلانی ، ابو سعد محمد بن عبد الکریم ، ابو الغنائم بن میمون ، ابو القاسم الکرخی ، ابو عثمان الاصفہانی ، ابو البرکات ہبۃ اللہ ، ابو العز الہاشمی ، ابو منصور بن ابی غالب ، ابو البرکات العاقولی ، ابو ذکریا التبریزی ، اور حضرت قاضی ابو سعید مبارک بن علی المخرمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ۔

(بعض روایات میں "المخرمی" کی جگہ "المخزومی" ہے اور ابو سعید کی جگہ ابو سعد ہے)

حضرت قاضی ابو سعید مبارک مخرمی کا فقہی مذہب حنبلی تھا اور حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ ، عقائد اور علم الکلام کو خاص طور پر قاضی صاحب سے پڑھا ۔ غالباً اسی لیے آپ نے بھی حنبلی مذہب اختیار فرمایا ۔

مدرسہ مبارکیہ کی تولیت

حضرت قاضی ابوسعید مبارک مخرمی کا بغداد میں ایک مدرسہ تھا جس میں وہ وعظ و ارشاد کیسا تھ ساتھ طلباء کو درس بھی دیتے تھے۔ قاضی صاحب نے جب آپ کے فضل و کمال تبحرِ علمی ذہانت اور دقتِ نظر کا بخوبی اندازہ کر لیا تو ۵۲۱ھ میں اپنا مدرسہ آپ ہی کے سپرد کر دیا اور اسی سال سے حضرت نے باقاعدہ درس و تدریس اور وعظ و ارشاد کا کام شروع کر دیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کے فضل و کمال اور علمی تبحر کی شہرت عام ہوگئی اور لوگ اس کثرت سے طلب علم کے لیے آنے لگے کہ مدرسہ مبارکیہ اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہوگیا۔ اس لیے آپ نے مدرسہ کے قرب وجوار کے مکان خرید کر شامل کئے اور مدرسہ کو از سرِ نو تعمیر کیا۔ اس نئی تعمیر سے مدرسہ دو چند سے زائد وسیع ہوگیا۔ اور اب یہ عظیم الشان مدرسہ آپ کے اسم گرامی کی مناسبت سے "مدرسہ قادریہ" ہوگیا۔ جو تا حال اسی نام سے موجود ہے۔

حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ ۵۲۸ھ میں مدرسہ کی نئی تعمیر سے فارغ ہوئے اور آپ اس مدرسہ میں صرف ایک معلم، واعظ و خطیب اور مرشد و رہنما کی حیثیت ہی سے مخلوقِ الٰہی کو مستفید نہیں فرماتے تھے بلکہ ایک مفتی اعظم اور مصنف کی بلند پایہ شخصیت بھی رکھتے تھے۔

تصانیف مبارکہ

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی تصنیفات کے ضمن میں صرف یہ لکھا ہے کہ حضرت نے مفید کتابیں بھی لکھی ہیں اور آپ کے املاءات بھی ہیں۔ (یعنی آپ کے ارشادات یا خطبات اور تقریروں کو آپ کے شاگردوں یا مریدوں نے جمع کیا ہے)

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کسی کتاب کا نام نہیں لکھا ہے، البتہ امام ابن کثیر نے فتوح الغیب اور غنیۃ الطالبین کا ذکر کیا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے "الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" میں ان دو کتابوں کے ساتھ مجالس ستین کا بھی ذکر کیا ہے۔

صاحب کشف الظنون نے لکھا ہے کہ "جلاء الخاطر من کلام الشیخ عبد القادر" میں ان مجالس کے ارشادات ہیں جو یوم جمعہ ۹ رجب ۵۴۶ھ سے شروع ہو کر ۱۴ رمضان المبارک ۵۴۶ھ پر ختم ہوتے ہیں۔ غالباً جلاء الخاطر اسی مجالس ستین کا نام ہے جس کا ذکر حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے کیونکہ ۹ رجب سے ۱۴ رمضان تک ۶۴ یا ۶۵ دن ہوتے ہیں، چار پانچ دن کسی وجہ سے مجالس منعقد نہ ہوئی ہوں گی۔

دارا شکوہ نے اپنی کتاب سفینۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ شیخ تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق فرزند حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک کا لکھا ہوا "جلاء الخاطر" کا ایک نسخہ میرے پاس موجود ہے جو آپؓ کے پدر بزرگوار کے ملفوظات پر مشتمل ہے۔

کشف الظنون میں ایک اور کتاب حزب الرجا والانتہاء کو بھی غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ظاہر کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ اس کی ابتدا ان الفاظ سے ہوئی ہے۔ "سُبْحَانَ اللهِ تَسْبِيْحًا يَلِيْقُ بِجَلَالِ مَنْ" مذکورہ تفصیلات کے پیش نظر فتوح الغیب، غنیۃ الطالبین اور حزب الرجاء آپ کی تصنیفات قرار پاتی ہیں۔ جلاء الخاطر حضرت کے ملفوظات کا مجموعہ ہے جو آپ کے صاحبزادہ حضرت عبدالرزاق نے جمع کیے ہیں۔ مجالس ستین اگر جلاء الخاطر کے علاوہ کوئی جداگانہ تصنیف ہے تو اس باب میں جو قدیم کتابیں اس وقت ہمارے پیشِ نظر ہیں، خاموش ہیں۔

ابھی چار پانچ سال پہلے سید علاء الدین طاہر جیلی بغدادی نے جو خانوادۂ

قادریہ کے ایک نونہال ہیں، ایک رسالہ "تذکرۂ قادریہ" کے نام سے مرتب کیا ہے انہوں نے اس رسالہ میں حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی مزید سات تصانیف کا ذکر کیا ہے، جن کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ الفتح الربانی۔ سنہ ۱۲۸۱ھ میں مصر میں چھپی ہے۔
۲۔ حزب بشائر الخیرات۔ اسکندریہ میں چھپی ہے۔
۳۔ الوہاب الرحمانیہ والفتوحات الربانیہ۔ کشف الظنون میں حاجی خلیفہ نے ذکر کیا ہے۔
(مجھے کشف الظنون میں تلاش کے باوجود یہ نام نہیں ملا۔)
۴۔ سر الاسرار۔ علم تصوف کے بارے میں ہے۔ مدرسہ قادریہ میں قلمی نسخہ موجود ہے۔
۵۔ ردّ الرفضہ۔ مدرسہ قادریہ میں قلمی نسخہ موجود ہے۔
۶۔ تفسیر قرآن کریم دو جلد۔ کتب خانہ رشیدیہ کرام میں طرابلس میں موجود ہے۔
۷۔ علم ریاضی کے متعلق۔ سنہ ۶۲۲ھ کی لکھی ہوئی مگر نا تمام موجود ہے۔

مندرجہ بالا سات کتابوں کے علاوہ علاء الدین طاہر نے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ معتبر روایات سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ۶۹ کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔

راقم الحروف کے نزدیک مذکورہ سات نام اور ۶۹ تصانیف کی تعداد تشنۂ تحقیق ہے۔

بعض مسائل میں جمہور سے اختلاف

یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ حضرت کا فقہی مذہب حنبلی تھا اور تذکرہ نگاروں کا بیان ہے کہ آپ حنبلی مذہب کے مطابق مسائل میں فتویٰ دیتے تھے، تاہم عقائد و کلام کے بعض مسائل میں آپ کا مسلک بعض حنابلہ کے مسلک سے مطابقت رکھتا تھا، مثلاً مسئلہ جہت و استویٰ وغیرہ میں، لیکن آخر میں تو امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ

کے قول کے مطابق آپ جمہور اہل سنت و جماعت کے مسلک کے ہم خیال ہو گئے تھے۔ امام یافعی نے خود حضرت کے بعض اقوال سے بھی اس روایت کی تائید کی ہے۔

سلوک باطنی اور خرقۂ خلافت

اولاً آپ قدوۃ المحققین شیخ ابو الخیر حماد بن مسلم دباس کی صحبت میں رہے اور انہی سے رموز طریقت حاصل کیے۔ حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ نے بظاہر کسی سے کچھ پڑھا نہ تھا اور کہا جاتا ہے کہ وہ اُمّی تھے لیکن علم باطن میں بلاشبہ یگانۂ روزگار تھے۔ آپ کا انتقال رمضان المبارک ۵۲۵ھ میں ہوا۔ اس کے بعد حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ جناب خضر علیہ السلام کے اشارہ پر حضرت قاضی ابو سعید مخرمی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ کو خرقۂ خلافت عطا کیا۔

انتقالِ پُر ملال

امام حافظ ابن کثیر نے "البدایہ والنہایہ" میں اور امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مرآۃ الجنان میں آپ کی رحلت کا صرف سال تحریر کیا ہے جو سنہ ۵۶۱ھ ہے۔ دن یا تاریخ اور مہینہ کا ذکر نہیں کیا ہے — مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نفحات الانس میں حضرت کی رحلت کے بیان میں صرف سنہ ۵۶۱ھ کا ذکر کیا ہے۔ البتہ آگے چل کر کرامات کے بیان میں حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند شیخ عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ کا قول لکھا ہے کہ ماہ ربیع الآخر میں آپ کا انتقال ہوا ہے۔ بظاہر مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے اس طرح مہینہ کا تعین کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلہ میں کسی متفق علیہ روایت کا آپ کو علم نہیں ہوا۔

سید ابو المعالی خیر الدین المتوفی سنہ ۱۰۲۴ھ اپنی کتاب "تحفۂ قادریہ" میں لکھتے ہیں کہ ۱۷ ربیع الآخر سنہ ۵۶۱ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ بعض رسالوں میں ۱۲ اور ۱۱ ربیع الآخر بھی لکھی ہے، لیکن پہلا قول زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ بغداد سے

آئے ہوئے بعض معتبر اشخاص کا بیان بھی یہی ہے کہ وہاں آپ کا عرس شریف ١٧ ربیع الآخر کو ہوتا ہے۔

حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ رحلت کی تحقیق کے سلسلہ میں بعض اور کتابیں بھی میرے پیش نظر ہیں مثلاً عبدالرحمٰن چشتی کی کتاب "مرآۃ الاسرار" شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی "اخبار الاخیار" لیکن ان کی موجودگی سے بھی صحیح تاریخ کے حتمی تعین میں کوئی خاص مدد نہیں ملتی۔

غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا ذوقِ شعری

یہ بات تو بالتحقیق معلوم ہے کہ آپ ادب و شعر کا ذوقِ سلیم رکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت کے عربی قصیدہ لامیہ کو "قصیدہ غوثیہ" کے نام سے بڑی شہرت اور قبولِ عام حاصل ہے۔

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں آپ کا ایک اور قصیدہ "بائیہ" کے نام سے نقل کیا ہے جو اگرچہ قصیدہ لامیہ کی طرح عام طور پر مشہور نہیں لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ حضرت ہی کا کلام بلاغت نظام ہے اور اس میں بھی وہی شان و شوکت ہے جو قصیدۂ لامیہ کی جان ہے۔ قصیدۂ بائیہ میں جسے مَیں اس مضمون میں اُردو ترجمہ کے ساتھ پیش کروں گا۔ ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں "الباز الاشہب" کا ذکر ہے جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اسم گرامی کے ساتھ لکھا جاتا ہے اور آپ نے خود اسے اپنے لیے پسند فرمایا ہے۔

دیوان غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ

ایک مرتب اور مدوّن فارسی دیوان بھی حضرت کے نام سے منسوب ہے اور یہ چھپ کر شائع بھی ہو چکا ہے۔ لیکن میرے نزدیک یہ حضرت کا دیوان نہیں ہے۔ کیونکہ جن قدیم اور مستند کتابوں میں غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے حالات، فضل و کمال اور تصانیف وغیرہ کو ظاہر کیا گیا ہے اُن میں فارسی دیوان کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ نہ کسی نے آپ

کا کچھ فارسی کلام نقل کیا ہے۔

بہرحال حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ادبی اور شعری ذوق کی لطافت اور کلام کی فصاحت و بلاغت کا عرفان حاصل کرنے کے لیے قصائد لامیہ اور بائیۃ ہی کافی ہیں۔

از خرمنِ صد ہزار یک خوشہ بس است

اب مَیں قصیدۂ بائیہ کو تبرکاً نقل کرتا ہوں اور اس کا عام فہم اُردو ترجمہ بھی لکھتا ہوں:

مَا فِی الصَّبَابَةِ مَنْهَلٌ مُسْتَعْذَبُ
اِلَّا وَلِیْ فِیْهِ الْاَلَذُّ الْاَطْیَبُ

عشق و محبت کا کوئی بھی ایسا مشرب نہیں جس کا سب سے خوشگوار اور عمدہ جام میرا نہ ہو۔

اَوْ فِی الْوِصَالِ مَکَانَةٌ مَخْصُوْصَةٌ
اِلَّا وَمَنْزِلَتِیْ اَعَزُّ وَاَقْرَبُ

اور وصالِ محبوب کا کوئی بھی ایسا مقام نہیں جہاں میری منزلت سب پر فائق اور سب سے قریب تر نہ ہو۔

وَهَبَتْ لِیَ الْاَیَّامُ رَوْنَقَ صَفْوِهَا
فَحَلَتْ مَنَاهِلُهَا وَطَابَ الْمَشْرَبُ

زمانہ نے اپنی ہر پاکیزگی اور خوبی مجھے بطور نذر پیش کر دی ہے اور اس کا ہر گھاٹ میرے لیے مبارک اور ہر پانی میرے لیے خوشگوار ہے۔

وَغَدَوْتُ مَخْطُوْبًا لِکُلِّ کَرِیْمَةٍ
لَا یَهْتَدِیْ فِیْهَا اللَّبِیْبُ وَیَخْطُبُ

ہر وہ عالی قدر کمال مجھ سے وابستہ کر دیا گیا ہے جس کو صاحبِ استعداد لوگ بھی حاصل نہیں کر سکتے، بلکہ وہ اس کے حاصل کرنے میں بھٹک کے رہ جاتے ہیں۔

اَنَا مِنْ رِجَالٍ لَا یَخَافُ جَلِیْسُهُمْ
رَیْبَ الزَّمَانِ وَلَا یَرٰی مَا یُرْهَبُ

میں ان افراد میں سے ہوں جن کے پاس بیٹھنے والا زمانہ کے حادثات سے نہیں گھبراتا۔

اور نہ کسی ڈراؤنی شے سے خوفزدہ ہوتا ہے۔

قَوْمٌ لَهُمْ فِي كُلِّ مَجْدٍ رُتْبَةٌ　　عُلْوِيَّةٌ وَبِكُلِّ جَيْشٍ مَوْكِبُ

وہ ایسے افراد ہیں کہ ہر عزت و شرف میں ان کا بلند مرتبہ ہے اور ہر جماعت میں انہیں امتیازِ خاص حاصل ہے۔

أَنَا بُلْبُلُ الْأَفْرَاحِ أَمْلَأُ دَوْحَهَا　　طَرَبًا وَفِي الْعَلْيَاءِ "بَازٌ أَشْهَبُ"

میں عندلیبِ مسرت ہوں کہ باغ طرب میں مستانہ وار چہچہا رہا ہوں اور عالم ملکوت میں "بازِ اشہب" ہوں (جو طاقتِ پرواز اور تیز رفتاری میں مشہور ہے)۔

أَضْحَتْ جُيُوشُ الْحُبِّ تَحْتَ مَشِيئَتِي　　طَوْعًا وَمَهْمَا رُمْتُهُ لَا يَعْزُبُ

عشق و محبت کی تمام قوتیں اپنی خوشی سے میری مطیع ہو گئی ہیں اور جس وقت بھی میں اس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اس کو اپنے سے دور نہیں پاتا۔

أَصْبَحْتُ لَا أَمَلًا وَلَا أُمْنِيَةً　　أَرْجُو وَلَا مَوْعُودَةً أَتَرَقَّبُ

اب میں کسی بات کی خواہش نہیں رکھتا اور نہ کسی مقررہ وعدہ کا منتظر رہتا ہوں (یعنی میری تمام خواہشیں پوری ہو گئیں)۔

مَا زِلْتُ أَرْتَعُ فِي مَيَادِينِ الرِّضَى　　حَتَّى وُهِبْتُ مَكَانَةً لَا تُوهَبُ

میں رضامندی اور قربِ الٰہی کے سبزہ زاروں سے اوّل دن سے ہی مستفید ہوں اور اب مجھ کو وہ مقام عطا کر دیا گیا ہے جو کسی کو نہیں دیا جاتا۔

أَضْحَى الزَّمَانُ كَحُلَّةٍ مَرْقُومَةٍ　　تَزْهُو وَنَحْنُ لَهُ الطِّرَازُ الْمُذْهَبُ

زمانہ اپنے عمدہ مزین اور منقش لباس پر ناز کر رہا ہے اور ہم ہی اس کے نقش و نگار کے جوہرِ حسن ہیں۔

أَفَلَتْ شُمُوسُ الْأَوَّلِينَ وَشَمْسُنَا　　أَبَدًا عَلَى فَلَكِ الْعُلَى لَا تَغْرُبُ

پہلے لوگوں کا سورج ڈوب چکا ہے۔ ہمارا سورج آسمانِ رفعت پر درخشاں ہے جو کبھی نہ ڈوبے گا۔

دستگیری کا طلبگار ہوں شیئاً للہ

از حضرت مولانا حسرت موہانی رحمۃ اللہ علیہ

دستگیری کا طلبگار ہوں شیئاً للہ
میرِ بغداد! میں لاچار ہوں شیئاً للہ

حالِ دل شرم سے اب تک نہ کہا تھا لیکن
آج میں برسرِ اظہار ہوں شیئاً للہ

کرمِ خاص کے لائق تو نہیں ہوں پھر بھی
آپ کا غاشیہ بردار ہوں شیئاً للہ

آپ ہی سُنیے کہ اب اور کہوں میں کس سے
بستۂ دامنِ سرکار ہوں شیئاً للہ

جلوۂ پاک نظر آئے تو بر آئے مراد
تشنۂ شربتِ دیدار ہوں شیئاً للہ

غوثِ اعظم سے جو مانگو گے ملے گا حسرتؔ!
بس کہو، حاضرِ دربار ہوں شیئاً للہ

— رحمۃ اللہ علیہ

غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

از : حضرت پیر غلام دستگیر نامیؔ رحمۃ اللہ علیہ

فضیلت سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کو نبیوں میں حاصل ہے ۔ مسلّم اولیا میں ہے سیادت غوثِ اعظم کی
عقیدے کا بھی پکّا ہو یقیں بھی جس کا راسخ ہو ۔ اُسی کے دل میں پیدا ہوگی عظمت غوثِ اعظم کی
صحابہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم چاند ہیں اور اولیا میں یہ ۔ نبوّت ان کی اشرف اور ولایت غوثِ اعظم کی
شبابِ اہل جنّت کے ہیں جو سیّد حسن نامی ۔ ہے اُن کے ہی نسب سے خاص نسبت غوثِ اعظم کی
نسب میں ان کے رخنے دشمنی سے جو کوئی ڈالے ۔ اسے لے ڈوبے گی آخر عداوت غوثِ اعظم کی
شہیدِ اعظم، امامِ اعظم، سوادِ اعظم ہمارا ہے ۔ پھر ان ہی اعظموں سے ہے معیّت غوثِ اعظم کی
مریدوں کے دلوں میں نقش نامِ پیر پیداں ہے ۔ عقیدتمند رکھتے ہیں محبّت غوثِ اعظم کی
مسلمانانِ عالم میں ہے ان کی گیارہویں رائج ۔ بھری آفاقِ عالم میں ہے برکت غوثِ اعظم کی
ہے جس کی گونج بحر و بر میں دشت و جبل میں بھی ۔ وہ ہے فردوسِ گوشِ خلق شہرت غوثِ اعظم کی
جہاں صدیق اکبرؓ ہیں جہاں فاروقِ اعظمؓ ہیں ۔ وہیں نزدِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بے شک جنت غوثِ اعظم کی

یہ نامیؔ جو کہ ہے اولاد دادا پیر حضرت کی
عجب کیا ہے کہ اس پر ہو عنایت غوثِ اعظم کی

نوٹ : جناب نامیؔ صاحب حضرت عبدالجلیل چوہڑ شاہ بندگی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کے سجادہ نشین تھے ۔

ے رحمۃ اللہ علیہ ۔ ے رضی اللہ عنہ

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
قدرِ عبدالقادرِ قدرت نما کے واسطے
بپاسِ خاطرِ عزیز مجتبیٰ میاں زبیر احمد قادری